فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

سعادت کونین

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ رح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم انی احمدک واثنی علیک وابوء لک بالتقصیر فالحمد والثناء واستغفرک واستعین بک واعلم انہ لا یغفر الذنوب الا انت ولا یعینی غیرک فی الشدۃ والرخاء واوجہ وجھی الیک واسلم نفسی لک نسکی وصلاتی ومحیای ومماتی تعالیت عن شراکۃ الشرکاء واعوذ بک من شرور نفسی ومن سیئات اعمالی والح علیک فی سوال الھدایۃ لمحاسن الاخلاق ومکارم الاعمال واعتقد انہ لا یعیذنی من ھذہ ولا یھدینی لھذہ الا الذی فطرنی وفطر الارض

الٰہی! میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد و ثنا میں قاصر ہوں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گنہ نہیں بخشتا اور بغیر تیرے کوئی میری مدد نہیں کرسکتا رنج و راحت میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھی کو اپنے تئیں سونپتا ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادات اور میری زندگی اور موت تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے اخلاق اور نیک اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہیں برایوں سے بچانے اور بھلایوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین و آسمان کو بنایا اور

والسماء واشهد ان لا الٰه الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله افضل الرسل والانبیاء صلی الله علیه وعلیهم وعلیٰ آله واصحابه ما تعاقب الملوان وما اظلت الخضر واقلت الغبراء امابعد فیقول العبد الضعیف ولی الله بن عبدالرحیم الدهلوی عاملهما الله تعالیٰ بلطفه وتغشّاهما برحمته من اعظم نعم الله تعالیٰ علیّ ان وفقنی لحج بیته وزیارة نبیه علیه افضل الصلواة والسلام سنة ثلاث واربعین والتی تلیها من القرن الثانی عشر واعظم من هٰذا النعمة بکثیر ان جعل الحج حج الشهود والمعرفة لا حج الحجب والنکرة وزیارة زیارة مبصرة لا زیارة عمیاء فتلک نعمة اعظم عندی من جمیع النعم فاحببت ان اضبط اسرار تلک المشاهدة کما علمنی ربی تبارک وتعالیٰ وکما

گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں سب رسولوں سے افضل اور سب نبیوں سے بڑھ کر۔ اللہ کا درود ہو ان پر اور ان کے آل واصحاب پر آگے پیچھے رات دن میں اور جب تک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے ہوئے۔ اما بعد! گذارش ہے عبد ضعیف ولی اللہ ابن عبدالرحیم دہلوی خدا تعالیٰ دونوں پر مہربانی فرمائے اور رحمت کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنہ ۱۱۴۳ ہجری ایک ہزار ایک سو تینتالیس میں اور اس نعمت سے بدرجہا بڑی نعمت یہ ملی کہ میرا حج مشاہدہ اور مغفرت کے ساتھ ہوا نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں والوں کی زیارت، نہ اندھوں کی سی زیارت سو میرے نزدیک سب نعمتوں سے بڑی یہ نعمت ہے۔ میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں ان مشاہدہ کے اسرار جیسے مجھے

استفدته عن روحانية نبينا صلى الله عليه وسلم تذكرة لى وتبصرة لاخوانى عسٰى ان يكون ذٰلك اداء لبعض ما وجب علىّ من شكرها وسميت الرسالة بفيوض الحرمين حسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم **فمن تلك المشاهد** انى رايت فى المنام جما غفيرا من اهل الله شطر منهم اهل الاذكار واليادداشت قد ظهرت علىٰ قلوبهم الانوار وعلىٰ وجوههم النضارة والجمال وهم لا يعتقدون وحدة الوجود وشطر منهم يعتقدون وحدة الوجود ويستغلبون بنوع من الفكر فى سريان الوجود ظهرت علىٰ قلوبهم خجالة والحجام فى جنب الحق القائم بتدبير العالم عمومًا والنفوس خصوصًا وعلىٰ وجوههم سواد وفحول فاحتج الفريقان قال اهل الاذكار والاوراد الا ترون هذه الانوار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے معلوم کرائے ہیں اور جس طرح مجھے فائدے پہنچے ہیں روحانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو میں نے استفادہ کیا ہے تاکہ میرے لئے یادگار اور میرے بھائیوں کے واسطے باعث بصیرت ہو۔ اس سے امید ہے کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام میں نے **فیوض الحرمین** رکھا کافی ہے اللہ ہم کو اور اچھا کارساز ہے ہمارا اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے ان مشاہدوں میں سے

مشاہدہ اول میں نے خواب میں ایک جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی ان میں سے ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا تھا ان کے دلوں پر انوار اور چہروں پر تازگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی تھی اور وہ وحدت الوجود کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود والوں کا تھا جو ایک طرح کے فکر سریان وجود میں مشغول تھے ان کے دلوں پر شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم کی تدبیر عمومًا اور نفوس کی خصوصًا حق ہے۔ ان کے

والجمال علینا ففخرنا هدی طریقة منکم وقال اهل وحدة الوجود الیس ان اضمحلال الوجودات فی الوجود الحق امر حق مطابق للواقع فعلمنا سراً جهلتموه فلنا الفضل علیکم فلما کثر التشاجر بینهم حکمونی ورفعوا الیّ مشاجرتهم فقمت بین هٰؤلاء ثم قلت من العلوم الصادقة ما یتهذب به النفس ومنها ما لایتهذب به النفس وذٰلک لان الله تعالیٰ خلق النفوس باستعدادات شتی ولکل نفس مشرب من العلوم الحقة اذا استغرقت فیه تهذبت وصلحت واذا لم تستغرق فیه لم تتهذب ولم تصلح فهٰذه المسئلة وان کانت من العلوم الحقة ولکنکم جمیعا لیست هذه مشربکم وانما مشربکم التوجه الی الحقیقة الجامعة بحسب تضرعات الملاء الاعلیٰ ما اصحاب الانوار فانهم وان جهلوا هٰذه المسئلة لکنهم لم

چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے تھے، پس دونوں فرقے بھشتی ہیں۔ اہل ذکرو ورد نے کہا: کیا تم کو ہمارا انوار وجمال نظر نہیں آتا پس ہم تم سے بہت طریقہ ہدایت پر ہیں اور وحدۃ الوجود والوں نے کہا: کیا سب موجودات کی ہستی حق کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق کے مطابق واقع نہیں؟ پس ہمیں وہ راز معلوم ہوگیا جس سے تم جاہل رہے۔ پس ہم کو تم پر فضیلت ہے جب ان میں تنازعہ بڑھ گیا تو انہوں نے مجھ کو منصف بنایا اور اپنا جھگڑا میرے سامنے پیش کیا۔ پھر میں ان دونوں فرقوں میں منصف بنا اور کہا کہ بعض علوم صادق ایسے ہیں جن سے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن سے نفس تہذیب نہیں پاتا۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں اور علوم حقہ میں سے ہر نفس کا ایک مشرب ہے۔ جو اس میں مستغرق ہوجائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو اس میں مستغرق نہ ہو تو مہذب نہیں ہوتا ہے اور نہ اصلاح پاتا ہے۔ سو یہ مسئلہ

يخطئوا مشربهم من الحق فتهذبت نفوسهم وصلحت وبلغت ما خلقت لأجله من الكمال واما اصحاب وحدة الوجود فانهم وان اصابوا فى المسئلة لكنهم اخطأوا مشربهم من الحق لانهم لما مرجوا افكارهم فى مرعى السريان ضاع من ايديهم التعظيم والمحبة والتنزية التى عرفت بها الملأ الاعلىٰ ربها وورثتها من قوى الافلاک بحكم الفطرة فامتلاء العالم بمعرفتهم وما ورثوه منها فلم تتهذب نفوسهم ولم تبلغ ما خلقت لاجله فانتم ايها القائلون بوحدة الوجود وسريان الوجود فى العالم نطق منكم بهٰذ السر جزء وليس من شانه هٰذا العلم واما الجزء الذى مشربه هٰذا العلم فانه اخرس فيكم ممسوخ لا يعلم بهٰذا السر والاجزاء الفاطنة فيكم وهى العناصر الفلكية فاقدة لما يليق بها من الكمال انما الحرى بهٰذا

اگرچہ علوم حقہ میں سے ہے لیکن تم دونوں جماعتوں کا یہ مشرب نہیں اور تمہارا مشرب تو ضرور حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا اور ان کے نفوس مہذب ہو گئے اور سنور گئے اور جس کمال کے واسطے پیدا ہوئے تھے اس کو پہنچ گئے لیکن وحدۃ الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے پر مشرب حق کو نہ پہنچے۔ اس لئے کہ جب انہوں نے اپنا فکر سریان وجود میں صرف کیا تعظیم و محبت و تنزیہ ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اس کے قوائے افلاک بحکم فطرت۔ پس عالم ان کی معرفت سے پُر ہو گیا اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ اس کو پہنچے جس کے لئے پیدا ہوئے۔ سوائے وحدت الوجود اور سریان الوجود فی العالم کے قائلو! ظاہر کردیا تمہارے اس راز کو اس جزء نے جس کے لائق یہ علم نہیں، لیکن وہ جزء جس کا مشرب یہ علم ہے پس

السر من کان ذلک الجزء فیه غصاطریا لم یخلقة النشاة المترکة ففهموا هذه المسئلة واذعنوا بها ثم قلت وهذا من الاسرار التی اختصنی ربی بها احکم بها بینکم فیما اختلفتم فیه والحمد لله رب العالمین ثم انتبهت **مشهد آخر** رأیت ببصر روحی تدلیا هو شئ واحد متصل فی ذاته ساری فی العالم کله کان العالم ستارة فوق وهو الداخل فیه وفطنت حینئذ ان هذا التدلی اذا توجه الیه العارف وابصره ببصر روحه وفنی فیه قوی تاثره وارشاده وصح له التصرف فی الخلق بالحق وهذا التدلی له وجهان فواجه یحذوا حذو الوجود الخارجی وهذا کان لون منطبع فی الواح النفوس یسمی بالنور والوجة الثانی یحذوحذو الوجود الذهنی وهذا یتصادق مع الذات وهو الاسم

وہ تم میں گونگا اور مسخ شدہ ہے اور وہ اس راز کو نہیں جانتا اور تم میں عناصر فلکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس سر کے لئے وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزء بہت راسخ ہو اور اس کو نکما نہ کردیں۔ پس ظہورات گھیر لینے والے ہیں وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کرلیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھ کو خاص کیا ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اس میں میں نے منصفی کردی والحمد للہ رب العالمین۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔

مشھد میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد نفس فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے۔ گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے۔ اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب تک اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنی روح کی آنکھ سے اس کو دیکھے اور اس میں فنا ہوجائے تو اس کے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اس کا تصرف خلقت میں حق طور پر صحیح ہوتا ہے اور اس تدلی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے الواح نفوس

والتدلی ولاجله یقال ان النقشبندیة ادرجت النهایة فی البدایة ومن وصل الی الذات بواسطة هذاالتدلی لم یعلم الا الاختیار والارادة وعلم نفسه مغموراً فی بحر لا ساحل له **معرفة عظیمة** ادراک الحق المتدلی الیٰ عباده باعظم التدلیات ان کان ببصر الروح فهو من مقامات الکمل وان کان بعلم الروح فهو مما یشترک فیه العوام وکذا استماع کلامه ان کان یسمع الروح فهو من مقامات الکمل وان کان بعلم الروح فهو مما یشترک فیه العوام. **تحقیق شریف** اعلم ان للنفس الناطقة بصراً وسمعًا ولسانًا غیر هٰذه الجوارح المحسوسة وتحقیق ذلک ان هنالک لطیفتین احداهما القیومیة الالهٰیة المتعلقة بالبدن

میں اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے۔ یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم اور تدلی ہے نقشبندیہ۔ یہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل بذات ہوتا ہے نہیں جانتا سوا اختیار اور ارادہ کے اور اپنے تئیں ڈوبا ہوا ہوجاتا ہے ایک دریائے ناپیدا کنار میں۔ **معرفۃ عظیمہ** خدا تعالیٰ کا ادراک جو اپنے بندوں کی طرف علم تدلیات کے ساتھ متدلی ہے۔ اگر روح کی آنکھ سے ہے تو یہ کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اس طرح اس کا کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں۔ **تحقیق شریف** جاننا چاہیے کہ نفس ناطقہ کے واسطے ان جوارح محسوسہ کی آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں ایک تو قیومیہ الٰہیہ جو بدن کے متعلق ہے اور اس میں حلول نے

الحالة فيه مع قطع النظر عن النسمة ولها فى معرفة الاشياء وجهان ان تفيض عليها صورة مجردة من مبداء الصور وهو العلم وان تفضى الىٰ شئ من الاشياء ويتصل به وهٰذا الاتصال اذا اعتبر بالانكشاف البصرى يسمى بصراً واذا اعتبر بالانكشاف السمعى يسمى سمعًا واذا اعتبر بانكشاف العلوم بالافادة والاستفادة يسمى كلامًا فمن هٰذا الوجه يرى الفرد ربه عزوجل ومن هٰذا الوجه يلهم ويكلم من الله ومن ارواح الافلاک والملاء الاعلىٰ وارواح من مضى من الصالحين وربما ينزل لون من رؤية الروح ربها الىٰ النسمة ومن النسمة الىٰ جارحة البصر فيتمثل هيئة متصلة فيقول الفرد رأيت ربى بعينى وهو صادق فيما قال ومن هٰذا الباب ما ادعاه ابن عباس رضى

ہوئے ہے روح سے قطع نظر سو معرفت اشیاء میں اس کی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ مبدأ صور سے کوئی صورت مجرد اس پر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسرے یہ کہ کسی شے کا اشیاء میں سے افاضہ کرے اور اس سے متصل ہوجائے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادۃ والاستفادۃ اعتبار کریں گے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں ان کی ارواح سے باتیں کرلیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب کو دیکھتی ہے اس سے نسمہ پر ایک لون یعنی رنگ نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے جب بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بن جاتا ہے اس وقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اپنے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت

الله عنهما من رؤية النبى صلى الله عليه وسلم ربه ومن هٰذا الباب كلام موسى عليه السلام واتصلت يومًا بروح الشمس ورأيتها وسمعت منها فقلت عجبًا لک ترين الناس استضاؤا منک واستفادوا منک الغلبة والظهور علىٰ اطوار شتى ثم انهم ينكرون عليک ويزورون بک وانت لا تنقمين منهم ولا تغضبين عليهم قالت اليس ان تكبرهم وابتهاجهم بانفسهم شعبة من ابتهاجى بنفسى فانا فى كل ذٰلک لا التفت الىٰ صورة التكبر وانما التفت الىٰ حقيقة الابتهاج وانما الكل ابتهاجى بنفسى فهل يجوز لاحد ان يغضب على كمال نفسه وينتقم من نفسه ثم افضائى الى الشمس فرايتها فياضا بالطبع والجبلة وكذا كل فلک ورأيت ارواح الافلاک ملتئمة ومتوافقة فى علومها

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اسی قبیل سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا اور ایک روز میں نے روح آفتاب سے متصل ہوتے اسے دیکھا اور اس سے سنا۔ میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ جو لوگ تجھ سے روشنی طلب کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے دیکھتے ہیں پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غصہ ہوتا ہے تو اس نے کہا: کیا ان کا تکبر اور ان کی اپنے نفسوں سے خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے؟ میں ان سب حالتوں میں صورت تکبر کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا اور میری التفات شادمانی کی حقیقت کی طرف ہے اور یہ سب خوشیاں میرے ہی نفس کی شادمانی ہیں تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہوچکا- پس میں نے اسے دیکھا کہ وہ بالطبع اور جبلی فیاض ہے اور اسی طرح تمام افلاک

رهمها **زيادة ايضاح** ان شئت ان تكنه حقيقة هٰذا الوجدان فاصغ لما القىٰ اليک اعلم ان علم النفس الناطقة اعنى بها نوراً بسيطاً هو تقليد القيومية الجسد واحد وتنزل الطبيعة الكلية التى هى النقطة الفعالة فى الخارج بصورة خاصة بمعلوم اى معلوم كان انما يكون عندنا باتحاد المدرِک والمدرَک ثم دراکها اما ان يكون لنشأة كلية تشمل النفس او تشمل جسدها كالصورة الانسانية اوالحيوانية او الارض والماء وسائر العناصر او القوة الشمسية والقمرية واماان يكون لشئ خاص يسم لهٰذه النفس الدراكة مثل ادراک نفس زيد نفس عمرو فان كان الاول فصفة ادراک النفس لتلک الحقيقة ان يتجرد الىٰ نقطة هى بازاء تلک الحقيقة الشاملة فى النفس فتبقى بها وتفنى عن

اور میں نے دیکھا کہ ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں

زیادہ ایضاح اگر تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں۔ جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط ہے وہ مقید ہوتا ہے قیومیہ کا ایک جسم واحد کے لیے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی معلوم خاص کی صورت میں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے۔ پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاء کلیہ کے ہوگا۔ جو نفس کو شامل ہوا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت شمسیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی ایسی خاص شے کے لیے ہوگا جو اس نفس دارکہ کی قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہے تو ادراک نفس کی صفت کے واسطے ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ تجرد کرے اس نقطہ کی طرف کہ وہ اس حقیقت شاملہ فی النفس کے مقابل ہے تو باقی رہے گی اس کے ساتھ اور فوتی ہوگی

غيرها فينقط هٰذه النقطة بنفسها ويتجلى لها جميع احكام تلك الحقيقة تجليًا ذوقيًا تحقيقيًا فهٰذا معنى قولنا يتحد المدرِك والمدرَك فى هٰذه الصورة وان كان الامر الثانى فصفة ادراك النفس لتلك الحقيقة القسمية لها ان تجتمع معها فى حضرة من حضرة الطبيعة الكلية فتغلب نفس علىٰ نفس اما من جهة الجزء الغالب علىٰ هٰذه النفس والقوة المستتبعة لغيرها من القوى ومن جهة اكثر القوى علىٰ غيرها فاذا لم يكن هٰذه القوة منفزرة وجميع تاثير النفوس بعضها فى بعض انما يكون بالغلبة والمحبة وكنههما ان تتجرد نفس الىٰ قوة مودعة فيها غالبة او مغلوبة وهٰذا فى الكمل او القوة الغالبة وهٰذا فى غيرهم وهناك نفس اخرىٰ فيها تلك القوة لكن ظهور احكامها هناك اقل واضعف من النفس الاولىٰ

اس کے غیر سے اس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اس حقیقت کے سب احکام اور یہ تجلی ذوقی تحقیقی طور پر روشن ہوجائیں گے۔ اس صورت میں ہمارا یہ قول کہ مدرِک اور مدرَک ایک ہوجاتے ہیں پس یہ معنیٰ مراد ہیں اور اگر ہوگا امر ثانی تو ادراک کی صفت کے واسطے اس حقیقتہ قسمیہ لہما کی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ جمع ہوکسی حضرت میں حضرات طبعیہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے نفس پر یا اس جزء کی جہت سے جو اس نفس پر غالب ہے اور اس قوت پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر قوتوں کی اس شرط سے کہ قوۃ منقطع نہ ہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محبت سے اور کنہ ان دو وجہوں کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب نفس اس کی طرف یکسو ہوجاوے سو یہ کاملوں میں ہے یا قوت غالبہ یہ غیر کاملوں میں ہے۔ اور یہاں ایک اور نفس ہے جس میں یہ قوۃ ہے لیکن اس کے احکام کا ظہور یہاں بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے

فادركت المؤثرة المؤثرة والمؤثرة المؤثرة بحاسة تلك القوة واشتملت هٰذه بهٰذه فظهر احكام لم تكن وربما كانت هٰذه القوة فيها مستتبعة القوى الاخرىٰ بحيث انه ضمحلة متلاشية فيها فتنعزل عن احكامها وآثارها وانما يبقى حكم القوة الغالبة فيقال اثرت هٰذه النفس فى تلك النفس وفادتها تلك الكيفية والحق انها ما اكتبستها من خارج بل صرفت عنان توجها الىٰ جزء منها وقوة مودعة فيها حتى تلاشت احكام سائر القوى والاجزاء فاذن عند الغلبة والاستتباع من هٰذه والمحبة والتبعية من تلك لابد من اتحاد النفسين لا مطلقا بل من جهة قوة وجزء ولا فى جميع المواطن بل فى موطن من مواطن الطبيعة الكلية وهٰذا معنىٰ قولنا يتحد المدرِك والمدرَک فى هٰذه الصورة واذا عرفت هٰذا فاعلم

پہلے نفس سے- پس ادراک کیا مؤثر نے مؤثر کو اور مؤثر نے مؤثر کو اس قوۃ کے حس سے اور یہ اس سے مل گئے تو ظاہر ہوئے وہ احکام جو نہ تھے اور کبھی یہ قوۃ جو اس نفس میں ہے دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہوجاتی ہے ان میں تو معزول ہوجاتی ہے احکام اور آثار سے اور فقط قوۃ غالبہ باقی رہ جاتی ہے- اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے کہ اس نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنے ہی جزء کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی ہی اس قوۃ کی طرف جو اس میں امانت ہے اس قدر کہ سب قوتوں اور اجزاء کے احکام نابود ہوگئے تو اس وقت غلبہ اور استتباع اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے دو نفسوں کا ان اتحاد سے سو مطلق نہیں بلکہ قوۃ اور جزء کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعت کلیہ کی کسی جائے میں- اور اس کے یہ ہی معنی ہیں جو ہم نے کہا مدرِک اور مدرَک ایک ہوجاتے ہیں اس صورت میں

ان لهٰذه النفس بالنسبة الیٰ تلک حالات واوضاعا احدها الاتحاد والاستغراق فیها والذهول عن غیرها وثانیها ان ترجع کل نفس الیٰ ملاحظة نفیها مغمورة فی معنی الاتحاد فتتلون بافضاء الیها مع انفکاک ما وشعور انها لیست هی من جمیع الوجوه بل وجه دون وجه وهٰذه الحالة تسمی بالروية وثالثها ان یغلب سائر الاحکام بحیث یغیب حکم هٰذه القوة وتصیر کالمستتر وحینئذ یظهر لتلک الاحکام صورة ضعیفة بالنسبة الی الاتحاد بالنسبة الی الروية فیکون افضاء ما من جهة الغالبة وقبول ما من جهة المغلوبیة فیقال کلمت نفس زید نفس عمرو وسمعت هٰذه کلامها ورابعًا ان تغیب احکام تلک القوة غیبوبة اشد من ذٰلک فلا یبقیٰ الا خیال طفیف مکنف باحکام اضداد تلک القوة متمیز

اور جب تم نے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اس کے حالات اور اوضاع ہیں۔ اول یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہوجانا اس میں اور اس کے سوا کو بھول جانا۔ دوسرا یہ کہ نفس بہ رجوع ہو طرف ملاحظہ اس کی فنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس رنگا جائیگا بسبب مل جانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونے کے اور شعور اس بات کے کہ وہی نہیں ہوگیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے اس حال کو رویت کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ غالب ہوجائیں سب احکام ایسی طرح کہ غائب ہوجائے اس قوۃ کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہوگی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویت کے تو افضا ہوگا غالبیت کی جہت سے اور قبول کسی قدر مغلوبیت کی جہت سے تو کہیں گے زید کے نفس نے کلام کیا عمرو کے نفس سے اور اس نے اس کا کلام سنا اور چوتھا یہ کہ اس قوۃ کے احکام بہت شدت سے غائب ہوجائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال

اعناقها فیقال حینئذ حصلت صورة فی الذهن وانتقشت فیه انتقاش الصورة فی المرآة فهٰهنا اربع حالات ولکل حکم فکن من المتدبرین والثانیة اللطیفة النسمیة وفیها حاسة جمیلة من شانها الاتصال بالفعل فان قبس الی السمع یسمی ذوقًا او الی البصر یسمی بصیرا او الی الذوق یسمی ذوقا او الی اللمس یسمیٰ لمسا ولعله الذی یسمی حسًا مشترکًا ومنه یقع الاحتلام لکل حاسة فاحتلام البصر رؤیة النقطة الجوالة دائرة فالدائرة لیست فی الخارج انما هو من احتلام الحس المشترک واحتلام الذوق ان یری الانسان شیئا مرغوبا من المذوقات فینفصل الریق من اللسان واحتلام اللمس ان یقرب من الانسان انسان یدغدغه ولما یتصل من بدنه ویجد دغدغة فی نفسه واحتلام

خفیف محفوظ اس قوۃ کی صندوں میں اور ان سے جدا اس وقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منقش ہوگئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منقش ہوجاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے لیے حکم ہے۔ نہایت غور اور سوچنے کے لائق ہے اور دوسرا لطیفہ نسمیہ ہے اس میں حاسہ جملیہ ہے وہ فعل سے متصل ہوا کرتا ہے اس وقت اگر کان کا قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائے گا یا ذوق کی طرف تو نام اس کا ذوق ہوگا جو لمس کی طرف تو لمس کہلائے گا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور ایسی حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کا احتلام تو یہ کہ وہ نقطہ جوالہ کو دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا احتلام یہ کہ کسی مرغوب شے کو دیکھ کر منھ میں پانی بھر آئے اور قوۃ لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے اس کے نفس میں گدگدی

السمع معرفة وزن النغمات والاشعار فالنسمة القوية لا يلتفت الى الجوارح الظاهرة بل تلتذ بصرها وسمعها وذوقها ولمسها وان شئت الحق فهٰذه الحاسة هى التى يتم بها ادراكات الحاسة الظاهرة واذا انكفت الارواح من ابدانها ربما استقلت هٰذه الحاسة وابدع من خيال العرش موجودات مثالية علىٰ حسبها كما يتشكل الجن والملائكة **مشهد آخر** رايت لكل من شعائرالله نورا يعلوه فطنت بحقيقة انما حقيقة النور مناسبة الشئ بالروحانيات وهيئة راسخة فيه هى من اثر الروحانيات فيدرک الانسان من هذه الهيئة بحاسة روحه ادراكًا انطباعًا بان ينشرح وينفسح ويزداد مناسبة بالروحانيات والناس اذا توجهوا الىٰ شعائر الله صاروا احزابًا. فحزب انما

ہو اور احتلام کان کا راگ کے سر اور اشعار کی وزن جاننے پس نسمہ قویہ جو اس ظاہر کی طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ وسامعہ وذائقہ ولامسہ سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر سچ پوچھئے تو اس مشترک سے تمام حواس ظاہر اور ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں بسااوقات یہ حاسہ مستقل ہوتا ہے اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن اور ملائکہ متشکل ہوتے ہیں۔ **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور میں نے دریافت کی حقیقت اس کی عبادت بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیئت راسخہ ہے اس میں جو روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیئت سے انسان ادراک کرلیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہوجاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گروہیں بن جاتے ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے

يتنفع بنيتها وعزيمتها حيث فعلوا هٰذا الفعل لله باعتقادان هٰذا من شعائر الله وحزب تنفتح حدقه من احداق روحها فتحسر بالنور فتغلب قوته الملكية علىٰ البهيمية وحزب تمعن فى هٰذا النور فتدرک التدلى الذى هو اصل هٰذه الشعائر فبهته امره

مشهد عظيم وتحقيق شريف

اطلعنى الحق تعالىٰ علىٰ حقيقة التدلى العظيم الجليل المتوجه الىٰ نوع البشر المراد منه تيسير اقترابهم الى الله المتمثل فى عالم المثال المنفسر تارة بالانبياء عامة ونبينا محمد صلى الله تعالىٰ عليه وعليهم اجمعين خاصة وتارة بالكتب الالهٰية عامة والقرآن العظيم خاصة وتارة بالصلوٰة وتارة بالكعبة فعرفت هٰذا التدلى الوحدانى فى ذاته المتبرز فى برزات كثيرة بحسب

کہ اپنی نیت اور عزیمت کے سبب نفع پائے یعنی جو کام کرے اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت شعائراللہ سے ہے۔ ایک وہ گروہ ہے کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے پس وہ نور سے معلوم کرتا ہے اس کی قوۃ ملکیہ غالب آجاتی ہے قوۃ بہیمہ پر ایک وہ گروہ ہے جو اس نور میں غور کرے اور ادراک کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائراللہ کی پس وہ متحیر ہوجائے۔

مشہد عظیم و تحقیق شریف

حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا اس تدلی عظیم وجلیل کی حقیقت پر جو نوع بشر کی طرف متوجہ ہے۔ مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہونا ہے وہ تدلی متمثل ہے۔ عالم مثال میں منفسر ہے۔ کبھی عموماً دوسرے نبی اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و علیہم اجمعین پر اور کبھی منفسر ہے کتب آسمانی سے عموماً وخصوصاً قرآن عظیم سے اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ پس میں نے پہچانا اس تدلی وحدانی فی ذاتہ کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق

المعدات الخارجة اعنی اوضاع البشر وعاداتهم ومركوزات اذهانهم التی اذا انتقلوا الی البرزخ كانت تلک الاوضاع والعادات والعلوم معهم لا تفارقهم فیعدون فی حظیرة القدس لانعقاد صورة مثالیة بهٰذا التدلی الجلیل ثم ینزل فی العالم الجسمانی متیٰ اراد الله ومتیٰ ما استعد له العالم بحسب الاوضاع العلویة والسفلیة واطلعنی علیٰ حكمة الانفسار وعلیٰ تمیز كل انفسارعن الانفسار الآخر بخاصیة لا توجد الا فیه من تلقاء معدات اعدت لذلک فنحن نبین لک انشاءالله هذه الحقیقة الوحدانیة وكیفیة انفسارها. اعلم ان الشخص الاكبر لما تقرر فی الخارج كان اول شیٔ منه ان عرف ربه واخبت له فكانت فی مداركه صورة علمیة لها وجهان وجهه یحذو حذوها فی الشخص الاكبر من

معدات خارجیہ یعنی انسان کی وضعوں اور عادتوں کے اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہیں ایسی کہ جو منتقل ہوجائیں تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں اس سے جدا نہ ہوں آمادہ کریں حظیرہ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کے واسطے اس تدلی جلیل سے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم موافق اوضاع علویہ اور سفلیہ کے اور حق تعالیٰ نے مجھے مطلع کیا انفسار کی حکمت پر اور ایک کو دوسرے سے پہچاننے پر اس خصوصیت سے جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو آمادہ ہیں اس کے لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاءاللہ تعالیٰ اس وحدانیت کی حقیقت اور اسکے انفسار کی کیفیت۔ جان لو کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اس سے تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتیں ہیں ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی کی

الجسم والجسمانيات والروح والروحانيات ووجه يحذو بحذو الوجود الذهنى ويصير نفس المعلوم وبهٰذا الوجه الاخير تدلى من تدليات الحق جل وعز وهٰذا نصيب الشخص الاكبر من معرفة ربه وله مقام معلوم لا يتجاوزه وكل من فى جوفه وحيزه فانما نصيب عن معرفة ربه تنزل ما من تنزلات هٰذا التدلى فى منزل مقيد فينزل هنالك بقدر المتجلى له وفيه ويراعى فى هٰذا التنزل احكام الجانبين فهٰذه معرفة عظيمة عض عليها بنواجذك وبالجملة فلما انحاز كل فلك وعنصر بروح ظاهرة او خفية كان اول امر ظهر من احكامه انه عرف ربه واخبت اليه واستمد فى ذٰلك استمداد جبليًا بالشخص الاكبر لانه اصله ومبداء وجوده وتوجه الى الذات فقط كما كان الشخص الاكبر متوجها اليها فقط ولكن اعد

طرف جس سے نفس معلوم ہوجائے اور اس جہت اخیر سے تدلی ہے تدلیات حق تعالیٰ سے اور یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی معرفت کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں۔ اور جو کچھ اس کے جوف اور خیر میں ہے۔ پس صرف اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت سے تنزل ہے۔ تنزلات اس تدلی سے ایک منزل مقید ہیں پس یہاں نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہ اور فیہ کی اور رعایت یہ کی جاتی ہے اس تنزل میں احکام جانبین کی پس یہ بڑی معرفت ہے اس کو خواب ڈٹے رہو۔ غرض جب فلک اور عنصر پر روح ظاہر یا خفیہ کا تو اول اس سے جوامر ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس کے ساتھ خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص اکبر سے ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدءِ وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اس میں تدلی منعقد ہے

الشخص الاکبر والتدلی المنعقد فیہ لفیضان صورۃ خاصۃ فی مدارکہ وھٰذا معرفۃ اخریٰ ثم لما انحازت المثل وھی التی تدعی بارباب الانواع تعین لکل نوع احکامہ متمیزۃ عن احکام نوع آخر وکان ذٰلک فی المثال وکان منھا الانسان فتمیز من سائر الانواع بقسط من المعرفۃ ولم یترک سدی واودع فیہ الامانۃ ثم ظھرت الاشخاص البشریۃ من ھٰذا المثال الانسانی علیٰ طریقۃ القسمۃ الانحصاریۃ کما ان صاحب الموسیقی یتفحص عن نغمات الوتر فیجد کذا وکذا نغمۃ لا یزید ولا ینقص ثم یقول لو انا رکبنا نغمۃ بنغمۃ حصل لنا الابعاد کذا وکذا لا یزید ولا ینقص کما یعطیہ القسمۃ الحاصرۃ العقلیۃ ثم یرکب الابعاد بعضھا ببعض وھلم جرا حتی ینتظم الالحان محصورۃ فی عدد خاص فیحفظھا ویصرف لکل حکما وخاصیۃ ووقتا فیظھر لحنا ھٰذا الیوم فی تلک الساعۃ فی

واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ ہے اپنے مدارک میں اور یہ معرفت دوسری ہے پھر جب معین ہوئیں مثالیں جن کو رب النوع کہتے ہیں تو تعین واسطے ہر نوع کے اس کے احکام جو کہ متمیز ہیں دوسرے نوع کے احکام سے اور یہ عالم مثال میں اور ان میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاریہ کے طور پر جیسا صاحب موسیقی ساز کی تار سے نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو ابعاد حاصل ہوں گے ایسے ایسے نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصریہ عقلیہ سے پھر بعض ابعاد کو بعض ابعاد سے مرکب کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں تک کہ لحن مقرر کرلیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر جان جاتا ہے پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم اور خاصیت اور وقت معلوم ہوجاتا

ذلک المجلس ولحنا آخر فی یوم وساعة اخريين وهٰكذا الیٰ غير النهاية فلو ان عمره امتد الی الابد ما انقضی عجائبه وهی کلها انفسار لما علمه اولا بالقسمة الحاصرة فلما ظهرت الاشخاص البشرية فی عالم الجسم واختلفت استعداداتهم وقواهم منهم الزکی ومنهم الغبی ومنهم صاحب النفس القدسية ورجعت الی الله هممهم ونفوسهم وخلاصة بشريتهم فی حظيرة القدس فصاروا هنالک کالامر الواحد يقع عليهم اسم واحد وينسبون الیٰ مثال واحد هو الانسان الالٰهی ويتقارب امورهم ومداركهم تنزل هٰذا التدلی الاعظم هنالک فصار ذٰلک فی عالم المثال قدم صدق لهم ومقاما معلوما بالنسبة اليهم ونصيبا لهم من ربهم فکانت النفوس الانسانية اذا تجردت عن وسخ العادات الحيوانية والهيئات الفاسقة الجسمانية قطفت الیٰ هٰذه الحظيرة فبرق

ہے کہ یہ راگ آج اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اور اس وقت کا ہے اسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک اس کے عجائب تمام نہ ہوں- پس اور یہ سب انفسار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اس کی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضے ذکی اور بعضے کند ذہن اور بعضی صاحب نفس قدسیہ اور ان کی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور ان کی خلاصہ بشریت حظیرہ قدس میں تو اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہوتا ہے اور نسبت کئے جائیں مثال واحد کی طرف وہ انسان الٰہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل کیا تدلی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال میں ان کے واسطے قدم صدق ہو گیا اور مقام معلوم ان کی نسبت اور ان کے نصیب ان کے رب کی طرف سے تو نفوس انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ اور ہیئت فاسقہ جسمانیہ کی کثافت سے تو اٹھا لیے گئے حظیرۃ قدس کی طرف

هنالک بارق جلال ثم یتحذر وتبقی حائرة کهیئة لا تدری من این الیٰ این. هل للعود حیلة فاقتضی تدبیر الحق ان یتحرک الیهم هٰذا التدلی وینزل ویتشخص وینفسر حتیٰ یتیسر اقترابهم الیه وانصباغهم به فانفسر انفسارات بحسب المعدات فکان من تلک الانفسارات النبوة وذٰلک ان الاشخاص لما اضطحبوا فیما بینهم سخر الاکمل الاعقل الاوثق من کان دونه فی تدبیر المنزلی والسیاسة المدنیة فکانت دیدن البشر وخلقهم وامرا مرکوزا فی اذهانهم فلو عاشوا وجدوا ذٰلک فی صدورهم کالارتفاقات الضروریة الاولیة من غیر تامل ولو ماتوا جروا ذٰلک معهم الیٰ برزخهم ومعادهم فصار ذٰلک معد الانفسار هٰذا التدلی بصورة جسمانیة هی تقدم شخص انسانی علیٰ سائر الاشخاص وصدورهم عن رایه ونفخت فی

اور ایک جگہ برق جلال چمکی پھر وہ بےخبر ہوگئے اور ایک ایسی حیرت میں رہ گئے نہیں معلوم کہ کہاں تھے کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں اس وقت تدبیر حق اس بات کی مقتضی ہوئی کہ یہ تدلی اس کی جانب حرکت کرے اور اترے اور تشخص منفسر ہوجاوے یہاں تک اس سے قرب آسان ہوجاتا ہے اس سے رنگے جاتے ہیں۔ اس وقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات اور موافق معدات کے پس اس انفسارات میں نبوت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں تو جو ان میں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ اپنے سے کم رتبے والوں کو تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو مسخر کرلیتا ہے ہوجاتی ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا اگر یہ زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت اتفاقات ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مرجائیں تو اسے ساتھ لے جائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہوجاتا ہے بعد

هذه الصور الجسمانية روح الهٰية وظهرت بركاتها فصارت نبوة ورسالة وانما اعنى ضامن النبوة ما كان علىٰ وجه الرياسة المقدم والمجادلة والتسخير لا فيضان العلوم فقط وان استتبع انقياداً منهم بالتبع ولا النبوة الجامعة الشهيدية كما كان لسيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وسلم وكان من تلك الانفسارات الصلوٰة وذٰلک لان کل خلق عند البشر له افاعيل هى شجه وهيكل فى المحسوس ينضبط السر المعنوى بذٰلک الهيكل وينصرف الاحكام من مدح وهجو اليه وهو الذى يذكر ويخبر عنه ويشار به الى الخلق وهٰذا طبيعة البشر وديدنهم ومركوز اذهانهم فاصطفى الحق خلق من اخلاق البشر وهيئة من هيئات نفوسهم وصبغا من صبغ ارواحهم موصورة صباغهم بالمقام المعلوم فى حظيرة القدس واعنى بذٰلک الخلق والهيئة الاحسان والتخشع لربه

اس تدلی کی انفسار کے واسطے صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم انسانی ہے سب اشخاص پر اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے سے اور پھونکی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح الہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اس کی برکتیں اور ہوجاتی ہے نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے وہ ہے جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کے ہو نہ فقط فیضان علوم اگرچہ انقیاد کی ان میں سے بالتبع رغبت کریں اور نہ میری مراد نبوت جامعہ شہیدیت ہے جیسے کہ ہمارے سردار اور نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اور ان انفسارات میں سے ایک نماز ہے اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں اور وہ کالبدن یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں اس کی صورت کے ساتھ اور اس کی طرف احکام مدح وہجو کے منصرف ہوتے ہیں اور وہی ذکر کی جاتی ہے اور اسی کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے اور یہی ہے طبیعت اور دعاء بشر اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے پس حق تعالیٰ چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہیئات نفوس

والتنطف عن هيئات ظلمانية فاسدة فهٰذا خلق موجود فی حيز امتزاج النفس بالحيوانية لكن اشبه الاشباه بالمقام المعلوم الذی فی عالم حظيرة القدس فجعله كانه هو هو كما جعل البدن كانه النفس ثم اصطفیٰ افعالا واقوالا يكون تفسير ولذلک الخلق وتنطبق عليه فجعلها كانها هو وكان من تلک الانفسارات الكتب المنزلة وذٰلک لان اشخاص الانسان الهموا بكتابة الكتب وجميع الرسائل لينفعهم فی الازمنة المتطاولة والاقطارالمتباعدة ويبقی نص صاحب الكتاب غضاطريا ولا يخله غلط فی الرواية بالمعنٰی ولا نسيان فكثر ذٰلک فيهم فتحرک هٰذا التدلی بصورة اخریٰ حذو ما عندهم فصار الرسول المحتظی بالبوارق المختطفة له من البشرية الیٰ حظيرة القدس خادمًا لارادة الحق فانعقدت علوم الملاء الاعلیٰ اومجادلاتهم للبشر فی

سے اور رنگ ان کی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ حظیرۃ القدس میں اور میری مراد خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے رو برو اور پاکیزگی ہیئات ظلمانیہ فاسدہ سے پس بخلق امتزاج نفس بالحیوانیہ کے خیر میں موجود ہے لیکن وہ بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو کردیا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کو کردیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان افعال واقوال کو چن لیا کہ جو اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور اس پر منطبق ہوتے ہیں پھر اس کو گویا کہ ہو بہو کردیا اور اسی انفسارات میں سے کتب آسمانی ہیں اور یہ اس لیے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ وہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں تاکہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص مضبوطی واستحکام کے ساتھ باقی رہے غلطی نہ ہو اور روایت بالمعنیٰ میں غلطی اور نسیان خلل انداز نہ ہو اور یہ کتابت ان میں پھیل گئی۔ پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو پس جو رسول بہرہ یاب

شبهاتهم الفاسقة ارادة رحمة ربهم والهام الخبر فی صدورهم وحيًا متلوا فی مدارک الرسول فانتظم الكتاب واول كتاب كذلک التوراة وانما قبله صحف يشتمل علیٰ علوم فاضت علیٰ قلب النبی فجمعها من شاء من الامة وكان من تلک الانفسارات الملة وذلک لان اشخاص البشر الهموا عقد الرسوم فيما بينهم فعقدوا رسومًا مدنيةً ورسومًا منزليةً ورسومًا معاشيةً ومعامليةً وصار ذلک من صميم امرهم دخل فی ضروريات علومهم فجعل الله قلب النبی قابلاً لانعقاد رسم يعلم من ربه فيه روح الهی وبركة ونور وهو الشرع والملة ومن تلک الانفسارات بيت الله وذلک ان الناس قبل سيدنا ابراهيم توغلوا فی بناء المعابد والكنايس فبنوا بناء علیٰ اسم الشمس فی وقت يغلب فيه روحانية الشمس وكذلک القمر وسائر الكواكب وزعموا ان من دخل بهذه البيوت اقترب

انوار الٰہی ہیں اور جو بشریت سے حظیرۂ قدس کی طرف اٹھا لیے گئے ہیں ارادۂ الٰہی کے خادم ہوگئے۔ پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور ان کا مجادلہ شبہات فاسقہ میں رحمت رب کے ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں ازروئے وحی متلو کے رسول کے مدارک میں پس منتظم ہوگئے کتاب اور پہلی کتاب اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلے صحیفہ تھی کہ مشتمل تھی ان علموں پر جو نبی کے قلب میں پہنچی پھر امت میں سے جس نے چاہا جمع کرلیا اور ان انفسارات میں سے ملت ہے اور یہ یوں ہے کہ اشخاص بشر کو آپس میں رسمیں منعقد کرنے کا الہام ہوا تو منعقد ہوئیں رسوم مدنیہ اور رسوم معاشیہ معاملیہ اور یہ امر ان کے نہایت امر ضروری میں سے ہوا اور ان کے ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جس میں رضائے الٰہی اور برکت نور ہو سو وہ شرع اور ملت ہے اور ان انفسارات میں سے کعبہ شریف ہے اور یہ یوں ہوا کہ لوگ حضرت سیدنا ابراہیم عہ سے قبل مشغول ہوئے عبادت گاہوں اور کنسیہ بنانے میں پس انہوں نے بنایا مکان آفتاب کے

بصاحبها والحق ذٰلک بالضروریات وصار التوجه الی الامر البسیط مالم یتعین له جهة وموضع کالامر البعید فنزل علیٰ قلب سیدنا ابراهیم حذو ما کان فی زمنه واصطفی موضعًا علمه مناسبًا لهٰذا الامر بان یکون هنالک قوی الافلاک والعناصر مقتضیة للبقاء وجاذبة لافئدة الناس الیه وعین لتعظیم الناس ایاه طرقًا واوضاعًا وتدلی الیهم بایجابه علیهم واعلم ان الشرایع لا تنعقد الا فی العادات وهٰذه حکمة الله فینظر الیٰ ما عندهم من العادات فما کان منها فاسداً سجل علیٰ ترکه وما کان صحیحًا ابقی وکذٰلک الوحی المتلو لا ینعقد الا فی الالفاظ والکلمات والاسالیب المخزونة فی ذهن الموحی الیه ولذٰلک اوحی الله الی العربی باللغة العربیة والی السریانی باللغة السریانیة وکذٰلک الرویا الصادقة لا یکون لا منعقدة فی الصور والخیالات المخزونة وکذٰلک لا

نام پر وقت غلبہ روحانیت آفتاب کے اور اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے نام پر اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو شخص جس مکان میں داخل ہوگا وہ اس ستارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروریات میں شامل ہوگیا اور توجہ ہوگئی بسیط کی طرف جس کے واسطے کوئی جہت متعین نہیں مثل امر بعید کے پس نازل ہوا حضرت سیدنا ابراھیم کے قلب پر مقابل میں اس کے جو اس زمانہ میں تھا اور انہوں نے ایک جائے مقرر کی اس امر کے واسطے مناسب سمجھی کہ وہاں قوائے افلاک وعناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف اور مقرر کئے طریقے اور وضعیں تاکہ لوگ اس کی تعظیم کریں اور تدلی کی ان کی طرف کہ ان پر اس کی تعظیم واجب ہے اور یہ جان لینا چاہیے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ مقررہ عادت کی طرف دیکھتا ہے جو بری ہوتی ہیں ان کو منع فرمادیتا ہے اور جو اچھی ہوتی ہیں ان کو قائم رکھتا ہے اسی طرح وحی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو متلو اس شخص کے ذہن میں نہیں جو اس کی طرف وحی کی گئی ہیں اور اسی واسطے اللہ

یری الاکمه فی المنام الالوان ولا الاشکال وانما منامه اللمس والسماع والذوق والشم والوهم والاصم الذی ولد اصم لا یسمع فی منامه صوتًا وانما رویاه البصر واللمس وغیرهما وان شئت الحق فلا تنعقد صورة ما باضافة غیبیة فی نشاة سواء کانت هذه الافاضة عادیة او خارقة العادة الا باحکام تلک النشاة انما یکون مشخصاتها التی منعت الشرکة الوان او اشکالا خاصة بتلک النشأة کهٰذا الفرس مشخصاته کلها داخل النشأة الفرسیة کان الفرس یحتمل ان یکون طول اربع وزرع وازید من ذٰلک وانقص فکان هٰذا اربع ذرع لا یزید ولا ینقص فهٰذا لیس الا فی تلک النشأة لاغیر وکذٰلک ممیزات النوع التی میزت هٰذا النوع من النوع الاخر کلها امور داخلة فی النشأة الجنسیة فاذا کل فائض بهٰذا الوضع بخصوصیة له لابد معد من تلک النشأة خصصه

نے عرب والوں کی طرف عربی زبان میں وحی کی اور سریانی زبان والوں کی طرف سریانی زبان میں اور اسی طرح سچے خواب منعقد ہوتے ہیں ان صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں پوشیدہ ہیں۔ اسی واسطے کورمادرزاد خواب میں رنگ نہیں دیکھتا اور نہ شکلیں اس کا خواب لمس اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے اور جو بہرا مادرزاد ہو وہ خواب میں کچھ سنتا نہیں اس کا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے اور جو تو سچ پوچھے تو کوئی صورت عالم میں افاضہ غیبیہ کے ساتھ منعقد نہیں ہوتی برابر ہے کہ یہ افادہ عادتیہ ہو یا غیر عادتیہ مگر موافق احکام اس عالم کے ہو بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں اس عالم کے ساتھ مخصوص ہیں جس طرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اس کے داخل ہیں عالم فرسیہ میں گویا گھوڑا احتمال ہے کہ طول اس کا چار ہاتھ ہو اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہوں گے نہ کم تو یہ نہ ہوں گے مگر اسی عالم میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جن سے یہ نوع دوسرے نوع سے ممیز ہے سب امور میں جو داخل ہیں عالم جنسیت میں پس اب اس وضع ہر فائض کے واسطے

بذلک الوضع بقی ھٰھنا شیٔ وھو ان ایجاد الصور امرہ علی الامکان والتقدیر والتدلی والشعائر امرھا علی المسلمات والمشھورات والامور التی تطمئن الیھا النفوس فلذٰلک کان کل تدلی لہ معد من مسلماتھم اذ المراد بالتدلیات ان یطیع العباد ربھم بقلوبھم انقیاداً لا یقدرون علیٰ الزیادۃ علیہ ثم یدئبون جوارحھم علیٰ حسب ذٰلک فاذا اقتضت المقتضیات ان یکون انسان عشرۃ اذرع جعل کذٰلک لانہ ممکن وان لم یکن مشھوراً یطمئن الیہ القلوب واما الشرایع والتدلیات فکلھا علیٰ موافقۃ المشھور والمسلم. نعم ھنالک برکات تمیز الصدق من المیز والحق من الباطل وربما یختجل فی قلبک ان کل تدلی لابد ان یکون فیہ خرق العادات فکیف یوافق المشھوز فنقول لا تقف علی الامر المجمل المطوی علیٰ غیرہ بل محض الامر فاصل

خصوصیت کے ساتھ ایک ایسا معد اس عالم میں سے ضروری ہے جس نے اس کو اس وضع کے ساتھ خاص کیا- باقی رہی یہاں ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صور توں کا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جن سے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اس کے واسطے معد ہیں ان کے مسمات سے کیونکہ تدلیات سے یہ مراد ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل سے کریں اس طرح سے کہ اس کے زیادہ کرنے پر قادر ہوں پھر اپنے اعضاء اس کے موافق عادی بنادیں پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کیا گیا کیونکہ یہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں جو اس سے دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرایع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں ایسی برکتیں ہیں جو سچ کو جھوٹ اور حق کو باطل سے جدا کردیتی ہیں اور بسا اوقات تیرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہو کہ ہر تدلی میں خرق عادت کا ہونا ضرور ہے تو کیوں کہ مشہور کے موافق ہوگا تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل اور پیچیدہ پر ٹھہر نہ جا بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے کی عادت

...شیٔ علی العادة لا یجاوزها ماکان الرسول ملکا ولا کان الکتاب عجمیا ولا کان البیت من نور ولکن یظهر علیه برکات لا توجد فی غیره فبالبرکات تخرق العادة لا بالاصل وکان کفار قریش لم یفهموا حکمة الحق فی الفرق بین هٰذین الامرین فکانوا یقترحون ان یکون الرسول ملکًا وقالوا مالهٰذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق فرد الله علیهم مقالتهم وفضح اعتقادهم الفاسد وکذٰلک ماکانت صورة غلبة الرسول ان یکون معه ملک یشهد له او ینزل الیه من السماء کتاب وهم یرونه بابصارهم کما صرح الحق من سورة الفرقان وغیرها بل کانت صورة غلبة الملوک بالمجاهدات والحروب وهٰذه قضیة قضی بها الوجدان ووجدنا السنة والقرآن مبینین لها ولفروعها لا فی مسئلة واحدة بل فی مسائل کثیرة والحمد لله اولاً وآخراً.

پر ہے اس سے تجاوز نہیں ہوتا۔ رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت ان دونوں امروں کے فرق میں نہیں سمجھتے تھے تو اعتراض کرتے تھے کہ رسول فرشتہ ہو اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے، تو اللہ نے ان کے قول کو رد کیا اور ان کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح رسول کے غلبہ کی صورت یہ نہیں کہ فرشتہ اس کے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں جیسا اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان وغیرہ میں اس کی تصریح کردی ہے بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن وحدیث شریف کو اس کا اور اس کے فروع کا بیان کرنے والا پایا ہے۔ نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت سے مسائل میں والحمد للہ اولاً وآخراً۔